نُقوشِ سیرت

صحابہؓ ـــــ سرورِ عالمؐ کے مجسم معجزے

ڈاکٹر اعجاز فاروق اکرم°

آقاے دوجہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کے تمام پہلو اور زاویے حیرت انگیز اور بے مثل ہیں۔ ایسا ہی ایک یگانۂ روزگار پہلو اور انوکھا معجزہ ہے: انسانی دلوں اور ذہنوں کی تسخیر ـــــ! انسان کائنات کی سب سے پُراسرار‘ پیچیدہ اور حیرت انگیز چیز ہے‘ جسے آنحضور علیہ السلام نے بیک نظر مسخر کرلیا۔ یہ تسخیر جسموں کی نہیں‘ دلوں کی تھی۔ جس نے ایک بار ذاتِ گرامی کو دیکھا‘ دیوانہ ہوگیا۔ ایک بار سنا‘ فریفتہ و شیدا ہوگیا۔ نبیؐ کے فیضانِ نظر نے ایسا انقلاب برپا کر دیا کہ عقل وفکر‘ شعور و آگاہی‘ سب یکسر بدل کر رہ گئے۔ ان پاکیزہ نفوس نے نور کے اس نیر و تاباں منارہ سے روشنی لے کر اپنے مَن میں اُجالے کیے۔ انھیں دیکھا‘ سنا تو ہر حرف‘ ہر لمحہ اور ہر جنبش کو اسوۂ عمل بنا لیا۔ لمحوں میں ایسا انقلاب برپا ہوا کہ اونٹوں کے چرانے والے دنیا میں تہذیب و تمدن کی شمعیں روشن کرنے لگے۔ بات بات پر تلوار نکالنے‘ خون کے دریا بہانے اور صدیوں کی دشمنیاں پالنے والے‘ اب سمعنا واطعنا --- ہم نے سنا اور مان لیا کا اعلان کرنے لگے۔ اپنے حسب و نسب پر فخر و غرور کرنے‘ شان و شوکت پر اِترانے والے اُس ذاتِ والا تبار پر فداہ ابی وامی --- اپنے ماں باپ قربان کرنے لگے۔ پتھروں کی طرح سخت دل خوفِ الٰہی سے معمور ہوگئے۔ اپنی خاطر مٹنے والے دوسروں کے لیے قربانی و ایثار کے خوگر ہوگئے۔ کفر و نفاق کی جگہ صدق و صفا‘ خلوص و وفا نے لے لی۔ حرص و ہوس کے بجائے فقر و غنا‘

° پروفیسر‘ گورنمنٹ کالج‘ فیصل آباد

خونریزی اور سفاکی کے بجائے اخوت و محبت کا چلن ہوا۔ دنیا کی راحتوں پر مر مٹنے والے آخرت کی نعمتوں کے متمنی اور مشتاق ہوگئے۔

یقیناً یہ معجزہ ہی تھا--- ایک تا ابد زندہ و جاوید رہنے والا معجزہ--- کہ بیک نظر، بیک لمحہ اتنا بڑا انقلاب برپا ہوا کہ چند ہی سالوں میں حجۃ الوداع تک ایک لاکھ ۲۴ ہزار سے بھی زائد ایسے پاکیزہ نفوس کی جماعت وجود میں آ گئی جن میں سے ہر ایک کی حیات--- ہر ایک کا کردار--- سرکارِ دوجہاں کی حیاتِ مقدسہ کا عکس تھا۔ اعلیٰ اخلاق، عفت و پاک بازی، حق گوئی و بے باکی، دیانت و امانت --- عدل و انصاف، گفتار و کردار، توکل و استغنا، شجاعت و استقامت، قربانی و ایثار، جاں فروشی و جانثاری کے روشن ستارے دشت وچمن میں سحر کرنے لگے۔ روشنی و ہدایت کے یہ ستارے قیامت تک آنے والوں کے راہنما و راہبر قرار پائے۔ انھی کے بارے میں تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أَصْحَابِی کَالنُّجُومُ، میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں--- بِأَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمُ اهْتَدَیْتُمْ، ان میں سے جسے بھی تم پیشوا بنالو، ہدایت پالوگے۔ اپنے صحابہؓ کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو تنبیہ کی: اللّٰہ اللّٰہ فِی اَصْحَابِی، میرے اصحاب کے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ مِنْ م بَعْدِیْ غَرَضًا، میرے بعد انھیں طعن وتشنیع کا نشانہ نہ بنانا۔ اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ مجھ سے محبت کا معیار میرے صحابہؓ سے بھی محبت ہے۔ ان سے نفرت و بُغض مجھ سے نفرت و بُغض ہے۔ انھیں ایذا دینا مجھے ایذا دینے کے مصداق ہے، اور مجھے ایذا دینا اللہ کو ایذا دینا ہے۔

یہ پاکیزہ نفوس اور مقدس ہستیاں وہ ہیں جنھیں قرآنِ حکیم نے بڑی عظمت و مرتبت سے نوازا ہے۔ نہ صرف قرآن میں بلکہ ان کا ذکر اپنے آقا و مولا کے ساتھ تورات و انجیل میں بھی بیان ہوا ہے۔ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِیْلِ۔

قرآنِ مجید میں اصحاب نبیؐ کی عظمت و بلند مرتبت کا جابجا ذکر موجود ہے۔ سورۂ فاطر میں اللہ نے انھیں اپنے منتخب بندے اور کتاب کے وارث قرار دے کر خصوصی سلام بھیجا: وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی--- اور فرمایا: اَوْرَثْنَا الْکِتَابَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا--- دراصل یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی دعوتِ حق

سنی تو فوراً اُسے قبول کیا اور اس کی خاطر ہر طرح کا ستم اور ظلم سہا۔

قرآن نے خود ان صحابہؓ کا قول بیان کیا: رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا (آل عمران ۳:۱۹۳)۔اللہ کریم نے ان کے لیے اپنے فضل اور رضا کا اعلان کیا جنھوں نے راہِ حق میں اپنے گھر اور مال لٹا دیے--- لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا (الحشر ۸:۵۹)۔قرآن نے انھیں دینِ حق کی راہ پر ''السابقون الاولون'' قرار دیا اور فرمایا: رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ --- کہ اللہ بھی اُن سے راضی ہوا اور یہ بھی اپنے مالک و آقا کی نعمتوں اور عنایات پر راضی ہو گئے۔ اور ان کے لیے جنت کا انعام اور وہاں ہمیشہ قیام کا وعدہ فرمایا۔ اور اسے ''اَلْفَوْزُ الْعَظِيْمُ'' یعنی بڑی کامیابی قرار دیا (توبہ ۹: ۱۰۰)۔قرآن مجید نے ان صحابہؓ کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا: رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ (الاحزاب ۳۳:۲۳)''یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب سے کیا ہوا وعدہ پورا کیا''۔

قرآن نے انھیں خیرِ اُمت اور اُمت وسط قرار دے کر نیکی پھیلانے اور بدی کی بیخ کنی کا منصب سونپا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ قیامت کے روز، جب لوگ رسوائی کے خوف سے پریشان ہوں گے، اللہ انھیں رسوائی سے بچائے گا۔ يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِىَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ج (التحریم ۶۶:۸)

قرآن کریم نے ان اصحاب نبی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقام و مرتبہ کے علاوہ ان کی صفات بھی بیان فرمائیں۔ جن کی وجہ سے انھیں نبی کی قربت اور اپنے مالک و آقا کی رضا و مغفرت اور اجرِ عظیم، رزقِ کریم اور فوزِ عظیم کی بشارتیں عطا ہوئیں۔ قرآن نے انھیں اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ --- حقیقی مومن --- الصادقون --- سچے لوگ --- الراشدون --- ہدایت یافتہ --- المفلحون --- فلاح یافتہ --- الفائزون --- کامیاب قرار دیا۔ اس لیے کہ انھوں نے ایمان کو اپنے دلوں میں جگہ دی۔ کفر، فسق اور آقا کی نافرمانی سے قولی و عملی کنارہ کشی اختیار کی۔ یہ لوگ گناہِ کبیرہ --الفواحش --- یعنی فحش باتوں اور برے اعمال سے اجتناب کرتے رہے اور جب غصہ میں ہوتے تو معاف کر دیتے۔ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ

یَغْفِرُوْنَ (الشوریٰ ۴۲:۳۷)--- یہ لوگ اپنی خواہشات اور ضروریاتِ کو قربان کر کے اپنے ساتھیوں کی ضروریات کو ترجیح دینے والے تھے۔ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِہِمْ وَلَوْ کَانَ بِہِمْ خَصَاصَۃٌ ط (الحشر۹:۵۹)۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ساتھی قرآن کی نظر میں رُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ ---حلقۂ یاراں میں بریشم کی طرح نرم' اور اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ--- رزمِ حق و باطل میں فولاد--- یعنی دشمن کے لیے سخت اور دوست کے لیے نرم۔ شب و روز اپنے رب کی بارگاہ میں سجدہ ریز' رُکَّعًا سُجَّدًا--- ایک اور جگہ یوں بیان فرمایا: یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّہِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ---کہ یہ لوگ اپنی راتیں قیام و سجود میں گزارتے ہیں اور ہر دم یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَاناً ---اپنے پروردگار کی رضا اور فضل کے طلب گار رہتے ہیں۔

سورۃ السجدہ میں اس بات کو اس طرح بیان کیا گیا کہ تَتَجَا فٰی جُنُوْبُہُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّہُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ---کہ اپنے رب کے خوف اور مغفرت کی امید میں ان کے پہلو بستروں سے علیحدہ رہتے ہیں۔ ان کی ایک صفت وَمِمَّا رَزَقْنٰہُمْ یُنْفِقُوْنَ--- کہ اللہ کے عطا کردہ مال میں سے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں' بھی بیان کی گئی۔ قرآن نے ہدایت کے ان میناروں کی کچھ اور صفات بیان کیں۔ ''یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا--- یہ زمین پر آہستہ آہستہ چلتے ہیں' یعنی فخر و تکبر سے پاک چال--- اور اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا--- جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی اور اِسراف نہیں کرتے اور نہ بخل سے کام لیتے ہیں۔

اصحاب نبیؐ اپنے رب پر ایمان لائے' اپنے آقا و مولا پر فدا و نثار ہوئے' اُن کے فرمان پر سرِ تسلیم خم کیا اور اُن کے ہر قول و عمل کے مطابق اپنی ساری زندگی بدل کر رکھ دی۔ اپنے مولا کے حکم پر جان و مال سے جہاد کیا اور راہِ خدا میں ہجرت بھی کی۔ یہ وہ لوگ تھے---اَلَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُہُمْ (انفال ۸:۲)' جب اللہ کا ذکر ہوتا تو اُن کے دل خوف زدہ ہو جاتے۔ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْہِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْہُمْ اِیْمَانًا (۸:۲۰)' اور جب اُن کے سامنے رب کی آیات تلاوت کی جاتیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا۔ یہ وہ لوگ تھے---کہ اپنے آقا و مولا کے فرمان کو نہیں ٹالا' نہ لیت و لعل سے کام لیا۔ نہ سوچ بچار میں پڑے اور نہ کسی مصلحت کا شکار

ہوئے۔ جونہی اللہ اور رسولؐ کا حکم پہنچا' رضا معلوم ہوئی' اپنا سب کچھ مطیع بنا دیا۔

اِن صحابہؓ کی حیاتِ طیبہ کے یہ نقوش قرآن عظیم کے صفحات پر تا ابد روشن رہیں گے' اور قیامت تک انسانیت کے لیے راہنما اور ہدایت کا مرکز ومنبع رہیں گے۔ اُمت مسلمہ آج بھی اور ہر دور میں انھی سے ایمان کا نور حاصل کرتی رہے گی۔ مگر محض تذکروں --- یادوں اور باتوں سے نہیں --- اسی طرزِ حیات' اِسی اسوۂ عمل کو اپنا کر --- انھی مقدس ہستیوں کے نقشِ قدم پر چل کر --- !

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!